



## رتن سنگھ

(1927)

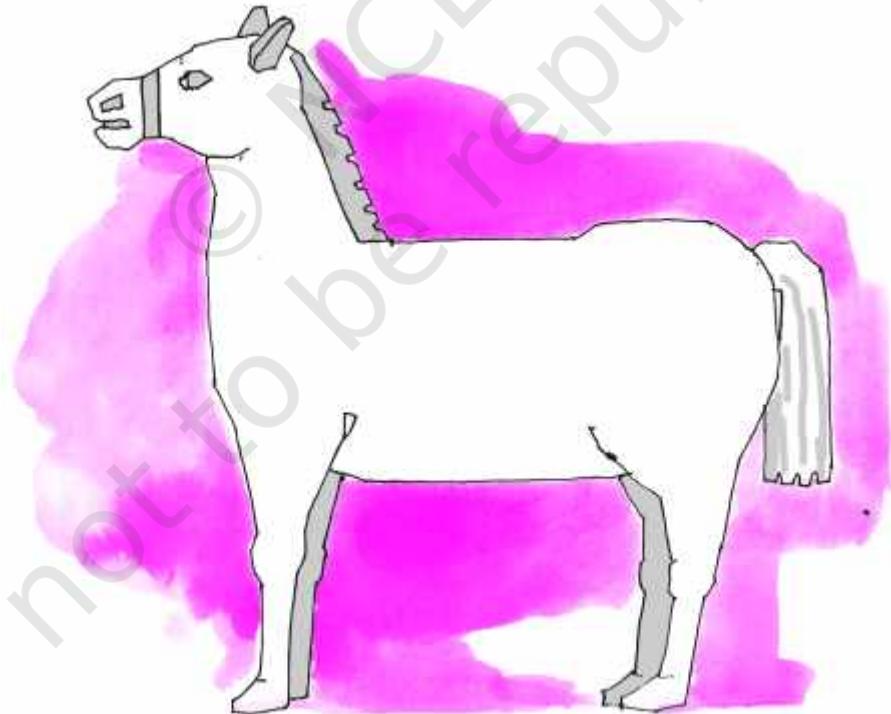
رتن سنگھ قصہ داود، تحصیل نارووال، ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ ایک مقامی اسکول میں میڑک تک تعلیم پائی۔ تقسیم وطن کے بعد ہندوستان چلے آئے۔ 1962 میں آل انڈیا ریڈیو میں پروگرام ایکزیکیوٹو کی حیثیت سے مسلک ہوئے۔ اپنی ملازمت کے دوران انھوں نے جاندھر، بھوپال، لکھنؤ، جبل پور اور سری نگر وغیرہ شہروں میں قیام کیا۔

انھیں شروع سے افسانہ نگاری کا شوق تھا۔ طالب علمی کے دور میں کہانیاں لکھنے لگے۔ بطور افسانہ نگار ان کا نام بہت جلد مشہور ہو گیا۔ ’پہلی آواز‘، ’پنجبرے کا آدمی‘، ’کاٹھ کا گھوڑا‘ اور ’پناہ گاہ‘ ان کے افسانوئی مجموعے ہیں۔ ان کے دو ناولٹ ’در بدری‘ اور ’اڑن کھٹولہ‘ اور ایک طویل سوانحی نظم ’ہڈ بیتی‘ اردو اور پنجابی میں شائع ہو چکی ہے۔ وہ مترجم کی حیثیت سے بھی جانے جاتے ہیں۔

## کاٹھ کا گھوڑا

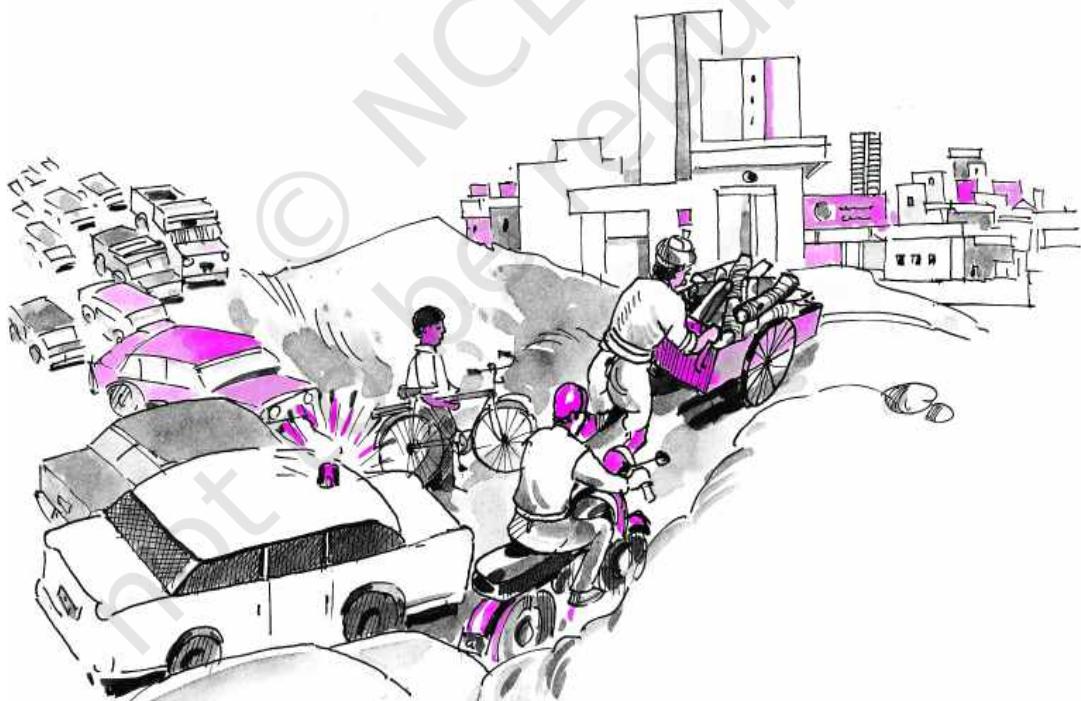
اس وقت بندو کا ٹھیلہ تو ٹھیلہ خود بندو ایسا بے جان کاٹھ کا گھوڑا بن کر رہ گیا ہے جو اپنے آپ نہ ہل سکتا ہے نہ ڈل سکتا ہے، نہ آگے بڑھ سکتا ہے۔

اسی لیے، بندو کی ہی وجہ سے انہیں دیو کے تنگ بازار میں راستہ قریب قریب بند ہو کر رہ گیا ہے۔ ضرورت سے زیادہ بوجھ سے لدا ہوا بندو کا ٹھیلہ سڑک پر چڑھائی ہونے کی وجہ سے رُک سا گیا ہے۔ رہ رہ کر اگر چلتا بھی ہے تو جوں کی رفتار سے رینگتا ہے اور پھر کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس کے پیچھے کاریں، ٹرک، بسیں، موڑ سائکل، اسکوڑ غرض یہ کہ سبھی تیز رفتار گاڑیوں کی لمبی قطار ٹھہر سی گئی ہے اور انہی کے نیچے میں تانگے اور رکشے بھی پھنسے ہوئے ہیں۔



ان گاڑیوں میں بیٹھے ہوئے ہیں وزیر، ملک کے بڑے بڑے کارخانے دار، کاروباری سیٹھ، دفتروں کے افسر، دوکاندار، وردیوں والے فوجی اور پولس والے، سفید کالروں والے بابو، عام آدمی، سودا سلف خریدنے کے لیے گھروں سے نکلی عورتیں، اسکولوں اور کالجوں کے بچے، ڈاکٹر، نر، انجینئر سبھی کے سبھی ٹھہر گئے ہیں۔ لگتا ہے جیسے بندوں کی ست رفتار کی وجہ سے سارے شہر، بلکہ ایک طرح سے کہا جائے تو سارے ملک، ساری دنیا کی رفتار دھیمی پڑ گئی ہے۔

یوں تو وزیر اپنی کار میں بیٹھا کچھ لوگوں سے گفتگو کر رہا ہے۔ لیکن بے چینی سے بار بار گھڑی دیکھ رہا ہے۔ کیوں کہ کسی غیر ملکی وفد سے ملنے کا وقت قریب آ رہا ہے۔ اس کی سمجھ میں یہ نہیں آ رہا ہے کہ آگے سے راستہ اس طرح بند کیوں ہو گیا ہے۔ اس کا ڈرائیور گھبرا یا ہوا بار بار کار سے اترتا ہے، کچھ دور جا کر دیکھ کر آتا ہے۔ اور پھر ماہیوں ہو کر گاڑی میں بیٹھ کر انتظار کرنے لگتا ہے۔ وہ لوگ جو کار میں بیٹھے وزیر سے باتیں کر رہے ہیں، دل ہی دل میں خوش ہیں کہ راستہ بند ہونے کی وجہ سے کار گھڑی ہے اور انھیں وزیر کے سامنے اپنی بات رکھنے کا پورا پورا موقعہ مل رہا ہے۔ کارخانے دار اور کاروباری سیٹھ البتہ کاروں کی گلڈیوں پر بیٹھے بے چین ہو رہے ہیں۔ ان کے لیے ہر گذرے ہوئے پل کے معنی ہیں لاکھوں کا گھاٹا۔



ریلوے کا ایک ڈرائیور بار بار اپنی سائیکل کا اگلا پہتیہ اٹھا اٹھا کر پٹک رہا ہے۔ پریشانی کی وجہ سے اس کے ماتھے پر پسینہ آ رہا ہے، کیوں کہ جس گاڑی کو لے کر اسے جانا ہے، اس کے جانے کا وقت ہوچکا ہے اور وہ بہاں راستے میں قید ہو کر رہ گیا ہے۔ اسکو لوں اور کالجوں کے زیادہ تر بچے خوش ہیں۔ جتنے پیر یہ نکل جائیں اتنا ہی اچھا ہے لیکن کچھ ایک کو افسوس بھی ہے کہ ان کی پڑھائی پیچھے رہ جائے گی۔

اسی طرح سر پر لو ہے کی ٹوپی پہننے ہوئے فوجی بار بار موڑ سائیکل کا ہارن بجرا رہا ہے لیکن آگے نہیں بڑھ پا رہا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ اگر دفتر پہنچنے میں دیر ہو گئی تو اس کا کمانڈنٹ آفیسر چالیس کلو کا وزن پیٹھ پر لدوا کر دن کلو میٹر کا روڈ مارچ کروادے گا۔

لیکن بندوان سب سے بے خبر ہے۔ بے نیاز ہے۔

آج اس سے ٹھیلے کھنچ بھی نہیں پا رہا۔ ایک تو سیٹھ کے بچے نے زیادہ بوجھ لاد دیا ہے دوسرا اس کے ٹھیلے کا دھڑا جام ہورہا ہے۔ تیسرے یہ کہ چڑھائی کا راستہ ہے اور چوتھے یہ کہ اس کا من ہی نہیں ہورہا ہے ٹھیلے کھنچنے کا۔ وہی کاٹھ کے گھوڑے والی بات ہورہی ہے جو اپنے آپ سرک نہیں سکتا۔ جب کبھی اس کا من اداں ہوتا ہے تو اس کی کیفیت اس کاٹھ کے گھوڑے جسمی ہو جاتی ہے جسے وہ بچپن میں ایک میلے سے خرید کر بڑا کھی ہوا تھا۔

کاٹھ کا نگین گھوڑا لے کر جب وہ بڑے فخر سے گلی کے بچوں کے بچے گیا تو اس نے دیکھا کہ کسی کے پاس چابی والی موڑ تھی جو گھوں گھوں کرتی ہوئی تیز بھاگتی تھی اور کسی کے پاس ریل گاڑی تھی، انجن سمیت اپنے آپ چلنے والی گاڑی۔ جس کے پاس ایسے دوڑنے والے کھلونے نہیں تھے، ان کے پاس رسی کے سہارے گھونمنے والے نگین لتو تھے۔ تیزی سے گھومنے ہوئے وہ ایسے لگتے تھے جیسے وہ سارے میدان کو اپنے گھیرے میں لے رہے ہوں۔ ان کھلونوں کے سامنے اس کا کاٹھ کا گھوڑا سا ساکت بے جان تھا۔ ویسے بچوں کے سامنے کھلیتے ہوئے اس نے بھی اپنے گھوڑے کو ٹانگوں کے بچ پھنسا کر دوڑنے کا سوائگ کیا تھا لیکن دل ہی دل میں وہ جانتا تھا کہ اس کا کھلونا دوسروں کے کھلونے کے سامنے بے کار اور بے معنی ہے۔ اسی لیے گھر آ کر اس نے کاٹھ کے گھوڑے کو چو لہے کی آگ میں جھوک دیا تھا۔ لیکن جلنے کے باوجود جیسے وہ بے جان کاٹھ کا گھوڑا اس کی شخصیت کے ساتھ چپ کر رہ گیا تھا۔ کیونکہ ہوا یہ کہ گلی کے ہی بچے جو اس کے ساتھ کھیلا کرتے تھے ان میں سے کوئی پڑھ لکھ کر منیم بن گیا تھا تو کوئی کیل۔ کوئی اسکول کا ماسٹر ہو گیا تھا تو کوئی بڑا افسر۔ اور اس کے برعکس بندوں ہی کاٹھ کا گھوڑا ہی رہ گیا۔ باپ ٹھیلہ چلاتا تھا تو وہ بھی ٹھیلہ ہی کھنچ رہا ہے۔

وہ اکثر سوچتا ہے کہ ایسا کیوں ہوا؟ کیسے ہوا کہ ایک ہی گلی میں رہتے ہوئے باقی لوگ آگے بڑھ گئے اور وہ پیچے رہ گیا۔ ایسا کیوں کر ہو گیا؟ لیکن وہ سوچے بھی تو کیا؟ کاٹھ کا گھوڑا بھلا سوچ ہی کیا سکتا ہے؟ لیکن آج وہی کاٹھ کا گھوڑا یہی سوچ کر اُداس ہو رہا ہے کہ اس کے آٹھو سال کے لڑکے چندو نے محض اس لیے اسکول جانا بند کر دیا ہے کہ وہ اس کے لیے ضرورت کی چیزیں بٹھانہیں پاتا۔ ”جب میں اپنی زندگی کی گاڑی ٹھیک سے نہیں کھینچ پاتا تو پھر اس ٹھیلے کے بوجھ کو کیوں کھینچوں؟“ بندو سوچ رہا ہے۔

اس کے دل نے کہا کہ ٹھیلہ جو پہلے ہی سرک نہیں پار رہا ہے اُسے چھوڑ چھاڑ کر الگ کھڑا ہو جاؤ۔ اس کی بہت پہلے ہی جواب دے رہی ہے۔ رہ رہ کر اس کے دل میں خیال اٹھ رہے ہیں کہ ایک دن اس کے چندو کو بھی اسی طرح ٹھیلے کے بوجھ کو کھینچنا پڑے گا۔ اور اس خیال کے ساتھ اُسے اپنی جان ٹوٹی ہوئی سی محسوس ہو رہی ہے اور اس کے لیے ایک ایک قدم اٹھانا بھی دشوار ہو رہا ہے۔

لیکن اس کے پیچے جو لوگ کھڑے ہیں وہ اتنا لے ہو رہے ہیں۔ بار بار ہارن بجا کر اپنے غصے کا اظہار کر رہے ہیں۔ ان میں سے ایک اس کے پاس آیا اور بولا۔ ”بھیا جلدی کرو۔ تمہارے پیچے پوری دنیا رُکی پڑی ہے۔“ اُنکی پڑی ہے۔ ”اُنکی ہے تو اُنکی رہے۔“ بندو جھنپھلا کر بولا۔ ”جو لوگ تیز جانا چاہتے ہیں ان سے کہو کہ میرے بیرون میں بھی پیہے لگوادیں۔“ ”بات تو ٹھیک کہتا ہے۔“ کسی نے کہا۔ ”یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگ اتنے تیز ہو جائیں کہ وہ ہو اسے باتیں کرنے لگیں اور کچھ کو اتنا مجبور کر دیا جائے کہ ان کے لیے ایک قدم اٹھانا بھی دشوار ہو جائے۔“

یہ سب باتیں گاڑیوں کے ہارن کی آوازوں اور لوگوں کے شور میں دبی جا رہی ہیں۔ کاٹھ کے گھوڑے میں قدم اٹھانے کی بہت نہیں۔ وہ آگے نہیں بڑھ پا رہا۔ اور اس کے پیچے بھیڑ میں وہ وزیر رُکا ہوا ہے جسے کسی غیر ملکی وفد سے وقت مقررہ پر بات کرنا ہے، وہ ڈرائیور اٹکا ہوا ہے، جسے ملک کے کسی دوسرے شہر کی طرف ریل گاڑی لے کر جانا ہے، اسکوں کے وہ بچے رُکے ہوئے ہیں جو کل کے مالک ہوں گے۔ ڈاکٹر، نرنس، انحصار سب کے قدم بندھ کر رہ گئے ہیں۔

اور بندو کاٹھ کا گھوڑا اندر ڈیو کے بازار میں اپنے ٹھیلے کے ساتھ کھڑا ہو گیا ہے۔ اس کے پاؤں میں حرکت آئے تو زندگی آگے بڑھے۔

(ترن سنگ)

## مشق

### • معنی یاد کیجیے:

کاٹھ کا گھوڑا	:	لکڑی کا گھوڑا
نماںندوں کی جماعت	:	وفد
حکم نہ مانے پروفوجی کی پیٹھ پر بھاری بوجھ لدوا کر سڑک پر دوڑا یا جانا	:	روڈ مارچ
بے پروا	:	بے نیاز
بے حرکت	:	ساکت
خاموش نقل (روپ بدلنا)	:	سوانگ
برخلاف	:	بر عکس
صرف	:	محض
ٹھے شدہ	:	مقررہ

### • غور کیجیے:

☆ ہمیں ان اسباب کی تک پہنچنا چاہیے کہ زندگی کی دوڑ میں کچھ لوگ بہت آگے کیوں نکل جاتے ہیں اور کچھ لوگ کیوں بہت پیچھے رہ جاتے ہیں۔ اگر ہمیں ترقی اور کچھڑ جانے کے اسباب کا علم ہو جائے تو پھر ہم آسانی سے اپنی کم زور یوں پر قابو پاسکتے ہیں۔

### • سوچئے اور بتائیئے:

1 - بندو کو کاٹھ کا گھوڑا کیوں کہا گیا ہے؟

- 2 - بندو کی سست رفتاری کا اثر کن کن لوگوں پر پڑا؟
- 3 - وزیر کی بے چینی کا سبب کیا تھا؟
- 4 - کاروباریوں کے لیے "پل" کے معنی لاکھوں کے گھائے کے کیوں ہیں؟
- 5 - چندو کے بارے میں بندو کے ذہن میں کیا خیال آیا؟
- 6 - پیروں میں پہنچ لگوانے سے بندو کی کیا مراد تھی؟

### ● نیچے لکھے ہوئے لفظوں سے جملے بنائیے:

قطار	.....
رفقار	.....
کیفیت	.....
فنر	.....
دشوار	.....
حرکت	.....

### ● نیچے دیے ہوئے لفظوں سے خالی جگہوں کو بھریے:

- |     | حرکت   | سوائیں | رفقار | سماں | شخصیت |
|-----|--|--------|-------|------|-------|
| 1 - | ساری دنیا کی ..... دھیمی پڑ گئی۔                                       |        |       |      |       |
| 2 - | ان کھلونوں کے سامنے اس کا کٹھ کا گھوڑا ..... بے جان نہا۔               |        |       |      |       |
| 3 - | اس نے بھی اپنے گھوڑے کو ٹانگوں کے نیچ پھنسا کر دوڑنے کا ..... کیا تھا۔ |        |       |      |       |
| 4 - | وہ بے جان کاٹھ کا گھوڑا اس کی ..... سے چپک کر رہ گیا تھا۔              |        |       |      |       |
| 5 - | اس کے پاؤں میں ..... آئے تو زندگی آگے بڑھے۔                            |        |       |      |       |

### • نیچے دیے ہوئے جملوں پر غور کیجیے:

- 1 - اسکولوں اور کالجوں کے زیادہ تر بچے خوش ہیں۔  
 ان کے پاس رسیٰ کے سہارے گھونمنے والے رنگین لتو تھے۔  
 کچھ ایک کو افسوس بھی ہے کہ ان کی پڑھائی پیچھے رہ جائے گی۔
- ☆ پہلا جملہ دوین، پر ختم ہوتا ہے، جو موجودہ زمانے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جہاں ایسی حالت اور کیفیت واقع ہوتی ہے اسے 'حال' کہتے ہیں۔
- ☆ دوسرا جملہ 'تھے' پر ختم ہوتا ہے، جو گزرے ہوئے زمانے کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ جہاں ایسی حالت اور کیفیت واقع ہوتی ہے، اسے 'ماضی' کہتے ہیں۔
- ☆ تیسرا جملہ 'گی' پر ختم ہوتا ہے، جو آنے والے زمانے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جہاں ایسی حالت اور کیفیت واقع ہوتی ہے اسے 'مستقبل' کہتے ہیں۔
- نیچے دیے ہوئے جملوں میں 'زمانے' کی نشان دہی کیجیے۔
- ( ) 1 - احمد کل آیا تھا۔  
 ( ) 2 - موہن بازار سے لوٹ آیا ہے۔  
 ( ) 3 - سردی کا زمانہ کب آئے گا۔  
 ( ) 4 - گرمی کا موسم جارہا ہے۔  
 ( ) 5 - ہم عید کے دن میں گے۔

### • عملی کام:

کاٹھ کے گھوڑے کی تصویر بنائیے اور اس میں رنگ بھریے۔